Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com

www.urdupalace.com

نہیں آتی تھی۔ مگر دبیز دھند اپنی جگہ پر ایک حقیقت تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا۔ دھند کا غلاف دبیز سے دبیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ پورا شہر ویران اور سنسان پڑا تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔

اسی دوران ٹاور کالونی کے ایک بنگلے کا گیٹ کھلا اور پھر ایک سیاہ رنگ کی کار گیٹ سے باہر نکل گئی۔

کار میں ڈرائیور سمیت پانچ آدمی موجود تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

"سڑکیں سنسان ہیں نادر گاڑی سپیڈ سے چلاؤ" ——— ڈرائیور کے قریب بیٹھے ہوئے نوجوان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس موسم میں زیادہ سپیڈ سے گاڑی چلانے پر کوئی مشکوک نہ ہو جائے" ——— نادر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کوئی سڑک پر موجود ہوگا تو مشکوک بھی ہوگا" ——— نوجوان نے کرخت لہجے میں جواب دیا اور ڈرائیور نے خاموشی سے سپیڈ بڑھا دی۔ ڈرائیور کی نظریں کار کے ڈائل پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر سرخ رنگ کا نقطہ کبھی دائیں طرف چمکنے لگتا۔ کبھی بائیں طرف اور کبھی درمیان میں۔ ڈرائیور اس نقطے کے اشارے پر کار چلا رہا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے اتنی دبیز دھند میں کار کی ونڈ سکرین سے تو ایک فٹ کے فاصلے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ سرخ کا نقطہ دائیں طرف چمکتا تو نادر فوراً گاڑی دائیں طرف موڑ دیتا۔ جب نقطہ بائیں طرف چمکتا تو وہ گاڑی کو بائیں طرف ٹرن دے دیتا اور اگر روشن نقطہ درمیان میں ہوتا تو وہ گاڑی سیدھی لئے جاتا۔ اسی لئے گاڑی مختلف سڑکوں سے بڑی آسانی سے گزرتی چلی جا رہی تھی۔ نادر کے گاڑی چلانے کے انداز سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اسے سڑک پر سب کچھ نظر آ رہا ہو۔ وہ بڑے اطمینان اور سکون

www.urdupalace.com

سے گاڑی چلا رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اچانک جیسے ہی گاڑی دائیں سائیڈ پر مڑی، ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ جلدی جلدی جلنے بجھنے لگا۔ نادر نے وہیں گاڑی روک دی۔

"ہماری منزل آگئی" —— نادر نے گاڑی کو بریک مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" —— ساتھ بیٹھے نوجوان نے کہا اور پھر سٹین گن سنبھالتے ہوئے کار کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تین آدمی بھی کار سے باہر آگئے۔

"میرے پیچھے چلے آؤ" —— باس نے تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر خود اس نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ریسٹ واچ پر اب اسی طرح سرخ نقطہ چمک رہا تھا جس طرح کار کا ڈائل تھا۔ سرخ نقطے کی رہنمائی میں باس دائیں بائیں مڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور وہ تینوں آدمی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتے رہے۔ اچانک گھڑی پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ باس اسی لمحے رک گیا۔ اب ان کے سامنے آدھے فٹ کے فاصلے پر ایک بلند مگر سنگین دیوار دھند کے غلاف میں لپٹی نظر آنے لگی تھی۔ باس نے پیچھے کھڑے ایک آدمی سے کہا۔

"تھیلا مجھے دو اسلم" —— اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے کاندھے پر لٹکا ہوا ایک تھیلا اس کی طرف بڑھا دیا۔ باس نے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جس میں دو سیاہ رنگ کے تار لگے ہوئے تھے۔

اس نے آلے کا بٹن دبا دیا۔ آلے میں سے ہلکی ہلکی گھر گھر کی آواز آنے لگی۔ باس نے دونوں تار ہاتھ میں پکڑے اور اور پھر انہیں دیوار کے ساتھ چھوا۔ تاروں کے دیوار سے چھوتے ہی ایک شعلہ سا چمکا اور باس نے تار ہٹا کر بٹن آف کر دیا۔ آلہ اس نے دوبارہ تھیلے میں رکھا اور پھر اس میں سے ایک لمبی نال والا بڑا سا آلہ نکال لیا۔ آلے

www.urdupalace.com

کا بٹن دبتے ہی نال پر لگی ہوئی فولادی سوئی تیزی سے گھومنے لگی۔ باس نے نال دیوار سے لگائی اور پھر کندھے سے پورا زور لگا کر آلے کو دیوار کی طرف دھکیلنے لگا۔

گھر گھر کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اور وہ سوئی دیوار میں گھستی چلی گئی۔ آہستہ آہستہ وہ آلے کو ایک بڑے دائرے میں گھمانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑا سا دائرہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے بٹن دبا کر آلہ بند کیا اور اسے تھیلے میں رکھ کر تھیلا اسلم کی طرف بڑھا دیا اور خود مشین گن سنبھال کر اس نے پورے زور سے اس دائرے کے درمیان پیر رکھ کر زور لگایا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دیوار کا درمیانی ٹکڑا اندر جا گرا۔ اب وہاں ایک خاصا بڑا سوراخ بن گیا۔ چند لمحوں تک وہ چاروں دیوار کے قریب کھڑے آہٹ لیتے رہے مگر چاروں طرف خاموشی ہی تھی۔

باس نے پیچھے کھڑے ہوئے آدمیوں کو اشارہ کیا اور پھر خود تیزی سے اس سوراخ سے ہوتا ہوا دیوار کی دوسری طرف چلا گیا۔ ان تینوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ باس ایک بار پھر ریسٹ واچ پر چمکنے والے نقطے کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگا۔ پھر جیسے ہی سبز نقطہ جلنے بجھنے لگا وہ رک گیا۔ یہ اصل عمارت کی پشت تھی جس پر پانی کا پائپ چھت تک چلا گیا تھا۔ باس نے ایک بار پھر تاروں والے آلے کو پائپ پر آزمایا، اور ایک بار پھر جھماکہ ہوا اور عمارت کے گرد موجود الیکٹرونک حفاظتی نظام کا سرکٹ ٹوٹ گیا۔ باس نے وہ آلہ دوبارہ تھیلے میں رکھا اور خود سٹین گن کاندھے سے لٹکا کر بڑی تیزی سے پائپ پر چڑھنے لگا۔ تقریباً بیس فٹ کی بلندی پر جا کر اس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو سرخ رنگ کا نقطہ دائیں طرف چمک رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے پائپ کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس نے دائیں طرف بڑھایا۔ اس کا ہاتھ ایک کھڑکی کے شیشے تک پہنچ گیا۔ اس نے شیشے پر شہادت کی انگلی کے ناخن کو ایک دائرے کی صورت میں گھمایا اور پھر انگلیوں کی ہلکی سی ضرب دائرے کی نچلی طرف لگائی اور دائرے کے

www.urdupalace.com

درمیان میں شیشہ کھڑکی سے نکل کر باہر نیچے جا گرا۔ اس نے ہاتھ اندر ڈالا اور چٹخنی کھول دی۔ چٹخنی کھلتے ہی اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے۔ اور اس کی چوکھٹ پکڑ کر لٹک گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ کھڑکی سے اندر کود چکا تھا۔ چند لمحوں تک تو وہ اندر ہی دبکا رہا۔ پھر اس نے کھڑکی سے سر باہر نکالا اور جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر اس کا رخ نیچے کی طرف کر کے دو دفعہ جلایا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ایک اور آدمی کھڑکی سے اندر کود آیا اور تھوڑی دیر بعد نیچے کھڑے ہوئے تینوں آدمی کھڑکی کے راستے اندر کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ ان کے اندر آنے کے بعد باس نے انہیں محتاط رہنے کا اشارہ کیا اور خود جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر جلائی اور اس کی روشنی میں کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کمرے میں چاروں طرف بڑی بڑی الماریاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن کے اوپر سرخ رنگ سے مختلف ہندسے لگے ہوئے تھے۔ پنسل ٹارچ سے نکلنے والی روشنی کی لکیر مختلف الماریوں سے گھومتی ہوئی بارہ نمبر کی الماری پر جا کر رک گئی۔ الماری پر موٹے موٹے ہندسوں میں بارہ لکھا ہوا تھا۔ باس نے اسلم کے کاندھے سے تھیلا اتارا اور پھر اس میں سے وہی سرکٹ توڑنے والا آلہ باہر نکال لیا۔ چند ہی لمحوں بعد الماری کے گرد حفاظتی نظام ایک جھماکے سے ختم ہو چکا تھا۔ باس نے برمانا آلہ نکالا اور اس کی سوئی الماری کے عین درمیان میں رکھ کر بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ سوئی الماری کے اندر چلی گئی۔ باس نے آلہ بند کیا اور پھر ایک جھٹکے سے الماری کے پٹ کھول دیئے۔ الماری کے اندر موٹی موٹی فائلیں موجود تھیں۔ باس نے بڑی تیزی سے فائلیں نکال نکال کر فرش پر رکھنا شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں بعد وہ الماری سے تمام فائلیں نکال چکا تھا۔ پھر اس نے الماری کی پشت کو دائیں طرف سے دبایا تو الماری کے اندر بنا ہوا ریک گھوم گیا اب ریک کی پشت باہر کی طرف تھی۔

www.urdupalace.com

ریک کی پشت پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بٹن موجود تھا۔ باس نے وہ بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار اپنی جگہ سے کھسکتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آرہا تھا۔ جس میں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ سیڑھیاں نمودار ہوتے ہی باس مڑا اور پھر تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھنے لگا۔

"اسلم تم یہیں ٹھہرو اور محتاط رہنا۔ کسی قسم کا بھی خطرہ درپیش ہو تو بلا دریغ فائرنگ کر دینا" ـــــ باس نے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا اور اسلم اثبات میں سر ہلاتا ہوا وہیں رک گیا۔ اور باس نے باقی دو کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر پنسل ٹارچ کی روشنی میں وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تقریباً بیس سیڑھیاں گزرنے کے بعد ایک سپاٹ دیوار نے ان کا راستہ روک لیا۔ باس نے دیوار کے اِدھر اُدھر دیکھا مگر اُسے کہیں بھی کوئی ایسا بٹن نظر نہ آیا جس سے وہ اس دیوار کو راستے سے ہٹا سکتا۔ باس کے چہرے پر پہلی بار پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے۔ اس نے چند لمحے سوچنے کے بعد اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی ڈائل پر موجود بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ویدر باس ڈالفن کالنگ اوور" ـــــ اس نے دبے لہجے میں کہا۔

"ویدر باس سپیکنگ کیا بات ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"باس نقشے کے مطابق میں سیڑھیاں اتر گیا ہوں۔ مگر آگے سپاٹ دیوار ہے جس کو ہٹانے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی اوور" ـــــ ڈالفن نے مودبانہ لہجے میں کہا

"سیڑھیوں کے بعد دیوار۔ مگر ہمیں جو اطلاعات مہیا کی گئی ہیں۔ اس میں تو کسی دیوار کا ذکر نہیں ہے اوور" ـــــ ویدر باس نے جواب دیا۔

"پھر باس اب کیا حکم ہے۔ کیا رے سے اس دیوار کو کاٹ دوں اوور" ـــــ

www.urdupalace.com

ڈالفن نے سوال کیا۔

" اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا ہے۔ مگر پہلے حفاظتی نظام چیک کر لینا اوور"۔۔۔ ویدر باس نے ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا۔

" بہتر سر اوور"۔۔۔ ڈالفن نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل"۔۔۔ ویدر باس نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بارہ کا ہندسہ ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا۔ ڈالفن نے ونڈ بٹن کو دبایا تو ہندسہ بجھ گیا۔ ڈالفن نے کندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے سے تاروں والا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا کر دیوار سے لگا دیا۔ مگر کوئی چھاکہ نہیں ہوا۔ اس نے وہ آلہ بند کر کے دوبارہ تھیلے میں ڈالا اور پھر برما نکال کر دیوار کو کاٹنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار میں اتنا بڑا سوراخ بنا لینے میں کامیاب ہو گیا جس سے ایک آدمی آسانی سے دوسری طرف گزر سکے۔ چنانچہ سب سے پہلے ڈالفن دوسری طرف گیا اور اس کے بعد باقی دو آدمی بھی دیوار پار کر گئے۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے عین درمیان میں ایک بہت بڑی الماری موجود تھی۔ اس الماری کے علاوہ باقی تمام کمرہ قطعی خالی تھا۔ الماری پر سرخ رنگ کا کراس کا نشان بنا ہوا تھا۔ اور الماری کے گرد جگنو کی طرح کبھی کبھی چمک سی پیدا ہو رہی تھی۔ باس نے بڑی پھرتی سے ایک بار پھر وہی تاروں والا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ اس نے دونوں تاریں الماری کے قریب کر دیں مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ جیسے ہی اس نے وہ تاریں الماری کے قریب کیں بجائے سرکٹ ٹوٹنے کے یکدم الماری زمین میں گھستی چلی گئی اور اس سے پہلے کہ ڈالفن اور اس کے ساتھی سنبھلتے الماری مکمل طور پر زمین میں دھنس چکی تھی اور اب وہاں سپاٹ فرش تھا۔ اس کے علاوہ کمرے میں اچانک ایک تیز بلب جل اٹھا تھا۔ اس کی تیز روشنی براہ راست ان تینوں پر پڑ رہی تھی۔

www.urdupalace.com

"باس ہمیں چیک کر لیا گیا ہے" ـــــ ڈالفن کے ساتھی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر اب میں اپنا مقصد حاصل کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ تم دونوں دیوار کے سوراخ کے پاس آنے والوں کو روکو میں اس الماری کو باہر نکالتا ہوں" ـــــ ڈالفن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے دونوں ساتھی تیزی سے دیوار میں بنے ہوئے سوراخ کے دونوں طرف سٹین گنیں سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔

ڈالفن نے بڑی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک دستی بم نکالا اور پھر دس قدم پیچھے ہٹ کر اس نے اس کی پن کھینچی اور بم پوری قوت سے عین اس جگہ پھینک دیا جہاں الماری غائب ہوئی تھی اور خود تیزی سے فرش پر لیٹ گیا۔ دوسرے لمحے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس جگہ کا فرش ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔ جب گرد و غبار چھٹا تو ڈالفن تیزی سے خلا کی طرف بڑھا۔ الماری ابھی تک زمین میں ہی گھسی ہوئی تھی مگر اس کی چھت غائب ہو چکی تھی اور الماری کے اندر موجود ایک سرخ رنگ کی فائل پڑی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔ اب دور سے گولیاں چلنے کی آوازیں بھی تواتر سے آنے لگی تھیں۔ شاید اسلم نے حملہ آوروں کو باہر والے کمرے میں روک رکھا تھا۔ ڈالفن تیزی سے فرش پر لیٹ گیا اور اس نے جھک کر اپنا ہاتھ الماری کے اندر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے فائل اس کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ اسی لمحے سیڑھیوں پر بہت سے قدموں کی آوازیں ابھریں اور ڈالفن کے ساتھیوں نے فائرنگ کھول دی۔ ڈالفن نے فائل نکال کر بڑی تیزی سے اپنی قمیض کے اندر رکھ کر قمیض کے بٹن بند کر دیئے اور پھر قریب ہی فرش پر رکھی ہوئی سٹین گن اٹھا کر دیوار کی طرف بھاگ پڑا۔

"باس اب باہر نکلنا محال ہے۔ ہم پھنس گئے ہیں" ـــــ اس کے ایک ساتھی نے ڈالفن سے مخاطب ہو کر کہا۔

www.urdupalace.com

اس سے پہلے کہ ڈالفن کوئی جواب دیتا اچانک ایک دستی بم دیوار کے سوراخ میں سے گزرتا ہوا اندر آگرا۔ اور ڈالفن بڑی پھرتی سے فرش پر لیٹ گیا۔ ایک لمحے بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے دونوں ساتھیوں کے جو دیوار کے قریب موجود تھے پرخچے اڑ گئے۔ فرش کے ٹکڑے اڑ کر ڈالفن کو بھی لگے۔ مگر وہ کسی شدید چوٹ سے محفوظ رہا البتہ اس کے جسم سے کئی جگہ سے خون بہنے لگا۔ ڈالفن اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ چنانچہ وہ کروٹ بدل کر فرش پر سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ البتہ نیم وا آنکھوں سے وہ سوراخ کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو خاموشی طاری رہی پھر ایک فوجی کا سر سوراخ میں سے نظر آیا۔

فوجی نے نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کمرے کے اندر آگیا۔ اور اس کے بعد تقریباً بیس کے قریب فوجی اندر آگئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

"یہ نوجوان مجھے زندہ معلوم ہو رہا ہے" ـــــ ایک فوجی نے ڈالفن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ڈالفن کی نبض پکڑ لی۔

"ہاں یہ بیہوش ہے باقی ختم ہو چکے ہیں اسے اٹھا کر اوپر لے چلو" ـــــ اس فوجی نے جو شاید انچارج تھا دوسرے فوجی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے فوجی نے جھک کر ڈالفن کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر سوراخ سے ہوتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

باقی فوجی وہیں کمرے میں ہی رہ گئے وہ شاید موقع کا جائزہ لے رہے تھے سیڑھیاں چڑھنے کے بعد جیسے ڈالفن کمرے میں پہنچا۔ اس نے وہاں اسلم کی لاش پڑی دیکھی اور اس وقت کمرے میں تقریباً پانچ کے قریب فوجی موجود تھے۔

"صرف یہی آدمی بیہوش ہے باقی ختم ہو چکے ہیں" ـــــ اس فوجی نے ڈالفن کو

www.urdupalace.com

فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔

"اس کی تلاشی لو" —— ایک اور فوجی نے ڈالفن کو لانے والے کو حکم دیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ فوجی ڈالفن پر جھکا۔ ڈالفن یکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ کمرے میں موجود فوجی سنبھلتے۔ ڈالفن نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی اور وہ اڑتا ہوا کھڑکی سے باہر چلا گیا۔ جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔ باہر ابھی تک دبیز دھند پھیلی ہوئی تھی۔ ڈالفن کو بھی احساس تھا کہ جس کھڑکی سے وہ چھلانگ لگا رہا ہے وہ دوسری منزل پر ہے مگر اس نے پیرا ٹروپینگ کی باقاعدہ تربیت حاصل کر رکھی تھی۔ اس لئے اپنے اندازے کے مطابق جیسے ہی وہ زمین کے قریب آیا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سامنے کر لئے اور پھر جیسے ہی اس کے ہاتھوں اور پیروں نے زمین کو چھوا۔ ڈالفن تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے دائیں طرف مڑا اور پھر اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا۔ اس کے ڈائل پر سرخ نقطہ ایک بار پھر چمکنے لگا تھا۔ سرخ نقطے کی رہنمائی میں وہ تیزی سے بھاگتا چلا گیا۔ اس نے عمارت کے گرد ہلکی سی روشنی پھیلتی دیکھی۔

وہ سمجھ گیا کہ سرخ لائٹیں جلائی گئی ہیں مگر اتنی دبیز دھند میں سرخ لائٹوں کی تیز روشنی بھی اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ کیونکہ سرخ لائٹوں سے عمارت کی اوپر والی سطح ہلکی سی روشن ضرور ہو گئی۔ مگر نیچے ویسے ہی اندھیرا تھا۔

سرخ نقطے کی رہنمائی میں وہ جلد ہی بیرونی دیوار کے سوراخ کے پاس پہنچا اور پھر دوسرے لمحے وہ دیوار سے باہر آچکا تھا۔ ایک بار پھر وہ سرخ نقطے کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اور پھر جب وہ نقطہ سبز ہوا تو وہ رک گیا۔

"نادر" —— ڈالفن نے تیز لہجے میں آواز دی۔

"یس باس" —— نادر کی آواز چند قدم دور سے سنائی دی اور ڈالفن تیزی سے

www.urdupalace.com

آواز کے رخ بڑھ گیا۔ پھر اسے کار نظر آگئی۔ اس نے تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ سیٹ پر تھا۔

"جلدی نکل چلو" ــــــ ڈالفن نے سینے پر ہاتھ رکھ کر فائل کی موجودگی کا اطمینان کرتے ہوئے کہا۔

"مگر باقی" ــــــ نادر نے باقی ساتھیوں کے متعلق پوچھنا چاہا۔

"وہ ختم ہو چکے ہیں۔ تم یہاں سے نکلنے کی کرو" ــــــ ڈالفن نے انتہائی کرخت لہجے میں اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور نادر نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

گاڑی کے سپیڈو میٹر پر سرخ نقطہ ایک بار پھر رہنمائی کرنے لگا۔ راستے میں اچانک ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور ایسے محسوس ہوا جیسے کار کے اوپر کوئی آن گرا ہو۔

"یہ کیا ہوا" ــــــ ڈالفن نے چونک کر نادر سے پوچھا۔

"کیا ہونا ہے شاید درخت سے کوئی چیز کار پہ گری ہو گی" ــــــ نادر نے لاپرواہی سے کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کار دوبارہ ٹاور کالونی کے اس بنگلے میں داخل ہو گئی۔ جیسے ہی کار پورچ میں گئی ڈالفن تیزی سے نیچے اترا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

نادر کار کو خفیہ گیراج میں چھپانے کے لئے آگے بڑھا دیا۔ ڈالفن مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد ایک ہال کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے ہال کے مین گیٹ کے قریب سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی ہال کا فرش ایک کونے سے سمٹتا چلا گیا۔ اس میں نیچے سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ وہ تیزی سے اترتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک موٹر سائیکل موجود تھا۔

ڈالفن نے کمرے کی دیوار سے لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو سامنے کی دیوار اپنی

www.urdupalace.com

جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں سے ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی۔ ڈالفن نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور دوسرے ہی لمحے اس کی موٹر سائیکل سرنگ میں تیز رفتاری سے دوڑنے لگی۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد سرنگ کا راستہ ایک اور دیوار نے روک لیا تھا۔ ڈالفن کے قریب پہنچتے ہی خود بخود دیوار اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ وہ ایک بار پھر چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ ڈالفن نے موٹر سائیکل اس کمرے میں روک دیا اور پھر قمیض کے بٹن کھول کر اس نے سرخ رنگ کی فائل باہر نکال لی۔ فائل ہاتھ میں پکڑے وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور اب وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"گڈ شو ڈالفن۔ تمہاری صلاحیتیں واقعی قابل داد ہیں" ـــــ ہال میں موجود وسیع و عریض میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے میجر برلو نے ڈالفن کو خوش آمدید کہا۔

"تھینک یو باس" ـــــ ڈالفن نے مؤدبانہ انداز میں جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا اور فائل میجر برلو کی طرف بڑھا دی۔ میجر نے ڈالفن کے ہاتھ سے فائل لی اور اسے کھول کر اس کا سرسری جائزہ لینے لگا۔ فائل بند کر کے وہ ڈالفن سے مخاطب ہوا۔

"ریسٹ واچ سٹور میں جا کر تم آرام کرو۔"

"اوکے باس" ـــــ ڈالفن نے جواب دیا اور تیزی سے چلتا ہوا سامنے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ میجر برلو نے ایک بار پھر فائل کا مطالعہ شروع کر دیا۔ وہ پاکیشیا کا ایک اہم ترین راز حاصل کر چکا تھا۔

دوسرے لمحے میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس ڈاکٹر" ـــــ میجر برلو نے چونک کر پوچھا۔

"باس کیا حکم ہے۔ اب دھند ختم کر دی جائے" ـــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر براؤن نے پوچھا۔

www.urdupalace.com

" ارے ہاں ڈاکٹر اب تم دھند ختم کر دو ہم کامیاب ہو چکے ہیں۔ پاکیشیا کا ایک اہم ترین راز ہمارے قبضے میں آچکا ہے " ـــــ میجر بریو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" او کے باس " ـــــ ڈاکٹر براؤن کی آواز سنائی دی اور میجر نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور ایک بار پھر فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کا جوش موجزن تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک صوفے پر لیٹا ہوا تھا اس کے تمام جسم اور چہرے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ عمران کی نظریں چھت پر ٹکی ہوئی تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے بلیک زیرو بیٹھا بغور عمران کو دیکھ رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ اپنے ذہن پر زور دے رہے ہیں۔ یہ تو ایک حادثہ تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ صفدر وقت پر پہنچ گیا اور آپ کی زندگی بچ گئی " ـــــ بلیک زیرو نے پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں بلیک زیرو میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ میری کار پہ آسمانی بجلی گرنا قدرتی حادثہ نہیں تھا بلکہ یہ میرے قتل کی ایک خوبصورت کوشش تھی " ـــــ عمران نے چونک کر جواب دیا۔ اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بے حد سنجیدہ ہے۔

www.urdupalace.com

"گو آپ کی چھٹی حس نے آج تک آپ کو دھوکا نہیں دیا مگر اس بار مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ خواہ مخواہ غلط راستے پر سوچ رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"بلیک زیرو مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ذہن ابھی تک ناپختہ ہے۔ تم صرف ظاہری حالت دیکھ کر ہی نتیجہ اخذ کر لیتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے قدرے ناگوار لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو کا رنگ ندامت سے زرد پڑ گیا۔ اس نے نظریں جھکا لیں اور خاموش ہو رہا۔

عمران چند لمحے بلیک زیرو کو دیکھتا رہا پھر اس نے اس سے دوبارہ مخاطب ہو کر کہا۔ مگر اس بار اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"سنو بلیک زیرو! اس شدید گرمی میں اچانک بادلوں کا ظاہر ہونا اور پھر مجھ پر بجلی گرنے کے فوراً بعد بادل کا اسی طرح اچانک غائب ہو جانا۔ اس بات کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے اور پھر آج صبح سے پورے دارالحکومت کا دھند کے دبیز غلاف میں لپٹ جانا مجھے تو غیر قدرتی ہی محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہو سکتا ہے آپ کی بات صحیح ہو مگر ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو باوجود ندامت کے اپنی بات پر مصر تھا۔

"اچھا تم محکمہ موسمیات کے ڈائریکٹر کو فون کرو اور اس سے دھند اور اس دن کے بادلوں کے متعلق ذرا معلومات حاصل کرو۔ اگر یہ سب کچھ قدرتی ہے تو انہیں آلات سے معلوم ہو گیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت کی۔

بلیک زیرو نے فوراً ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری سے ڈائریکٹر موسمیات کا نمبر معلوم کر کے اس نے نمبر ملائے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

www.urdupalace.com

بی اے ٹو ڈائریکٹر محکمہ موسمیات ۔"

"ایکسٹو سپیکنگ۔ ڈائریکٹر صاحب سے بات کراؤ" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر سر" ——— دوسری طرف سے پی۔اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"ایس کے شیرازی ڈائریکٹر موسمیات بول رہا ہوں جناب۔"

"ایکس ٹو سپیکنگ۔ چیف آف سیکرٹ سروس" ——— بلیک زیرو نے اپنا مزید تعارف بھی کرا دیا۔ کیونکہ محکمہ موسمیات سے آج تک ان کا سابقہ نہیں پڑا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ ڈائریکٹر ایکسٹو سے واقف نہ ہو۔

"فرمایئے سر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ——— ڈائریکٹر کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"شیرازی صاحب۔ یہ آج دارالحکومت پر جو دھند چھائی ہوئی ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رپورٹ ہے" بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"میں آپ کے سوال کا مطلب نہیں سمجھا سر آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ ذرا وضاحت فرمایئے" ——— ڈائریکٹر نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"میرے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آیا یہ دھند قدرتی ہے یا اس کے قدرتی ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"دھند کیسے غیر قدرتی ہو سکتی ہے سر ویسے ایک بات ہے کہ محکمہ موسمیات کے اصولوں اور تھیوری کے لحاظ سے اس دھند کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم اسے غیر قدرتی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایسا اکثر ہو جاتا ہے کہ تھیوری کے بالکل خلاف موسم میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ہم بعد میں اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر دو دن پہلے عین دوپہر کے وقت آسمان پر [illegible] بادل نمودار ہوئے اور

www.urdupalace.com

تھوڑی دیر بعد ہی غائب ہو گئے۔

یہ بھی تھیوری کے عین خلاف تھا اور ہم اس پر تحقیقات کا آغاز کر چکے ہیں ۔" ڈائریکٹر نے پوری تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" ان بادلوں کے متعلق آپ کی تحقیقات کس مرحلے پر ہے "—— بلیک زیرو نے سوال کیا۔

" فی الحال تو ابتدائی مراحل میں ہے ۔ ہم اس کے متعلق اپنے طور پر تحقیقات کر کے اس کے نتائج بین الاقوامی موسمیاتی لیبارٹری کو ارسال کر دیں گے ۔ پھر وہاں سے اس کے متعلق صحیح رپورٹ ملے گی "—— ڈائریکٹر نے جواب دیا۔

"آپ کو اور بین الاقوامی موسمیاتی لیبارٹری کو نتیجے تک پہنچنے میں کتنا عرصہ لگ جائے گا "—— بلیک زیرو نے پوچھا۔

" سر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہر حال امید ہے کہ چھ ماہ تو لگ ہی جائیں گے "—— ڈائریکٹر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"چھ ماہ "—— بلیک زیرو چونک پڑا ۔" اتنا عرصہ "—— بلیک زیرو کے لہجے میں سخت حیرت تھی۔

"یس سر آخر اتنا عرصہ تو لگ ہی جاتا ہے "—— ڈائریکٹر نے جواب دیا۔

" شیرازی صاحب مجھے اس تحقیقات کے نتیجے سے دلچسپی ہے ۔ اس لئے میں آپ کو صرف چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ آپ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنی تحقیقات مکمل کر کے باضابطہ طور پر اس کے نتائج میرے محکمے کو ارسال کر دیجئے "—— بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" مگر سر چوبیس گھنٹے میں کیا ہو سکتا ہے ۔ آپ کو محکمانہ کارروائیوں کے متعلق

www.urdupalace.com

تو علم ہے ہی" ـــــ ڈائریکٹر شیرازی نے جواب دیا۔

"میں اپنا حکم دہرانے کا عادی ہوں مسٹر شیرازی۔ جو میں نے کہا ہے اس کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ اسی میں آپ کی اور آپ کے محکمے کی بھلائی ہے خدا حافظ۔" بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"خوب ڈانٹ پلائی ہے شیرازی کو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے عمران صاحب ایک معمولی سے مسئلے کی تحقیقات اور چھ ماہ" بلیک زیرو کو شاید ابھی تک غصہ تھا۔

"یہی تو ہمارے ملک کی سب سے بڑی خامی ہے۔ اگر تمام محکمے صحیح کام کریں تو یہ ملک قلیل ترین عرصے میں کہیں سے کہیں پہنچ سکتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب آپ کا خیال اب صحیح محسوس ہونے لگا ہے۔ میں اپنی بات کی معذرت چاہتا ہوں۔ واقعی اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ سب کچھ قدرتی نہیں بلکہ گڑبڑ کی جا رہی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے معذرت آمیز لہجے میں کہا اور عمران دھیرے سے مسکرا دیا۔ مگر اس کی مسکراہٹ پٹیوں میں ہی چھپی رہ گئی۔

بلیک زیرو نے بیٹھے بیٹھے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور کمرے کی دیوار پر لگی ہوئی بڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی چونک پڑے۔ کیونکہ سکرین پر شہر کا منظر واضح تھا اور شہر پر چھائی ہوئی دھند اب چھٹتی جا رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے جلد ہی مطلع صاف ہو جائے گا۔ اب لوگ بھی سڑکوں پر نکلتے آ رہے تھے اور کہیں کہیں اِکا دُکا کاریں بھی سڑکوں پر چلتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

"دھند بڑی تیزی سے چھٹ رہی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے سکرین پر غور

www.urdupalace.com

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں دیکھو اب دھند کے پردے سے کیا نمودار ہوتا ہے" ـــــ عمران نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ـــــ بلیک زیرو عمران کی بات پر چونک پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں مزید بات چیت ہوتی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی ـــــ بلیک زیرو نے ریسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو" ـــــ اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"فرمایئے جناب" ـــــ بلیک زیرو نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کہاں ہے طاہر" ـــــ سر سلطان کے لہجے میں پریشانی کا عنصر موجود تھا۔

"یہیں موجود ہیں سر مگر ان کا تمام جسم پٹیوں میں بندھا ہوا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے وہ کیوں۔ کیا ہوا عمران کو" ـــــ سر سلطان کے لہجے میں شدید پریشانی عود کر آئی۔

عمران پر آسمانی بجلی گرنے کے حادثے کو سب سے چھپایا گیا تھا۔

"آسمانی بجلی کا شکار ہو گئے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے بتایا۔

"ارے پھر کیا ہوا۔ عمران ہے تو ٹھیک۔ مجھے کیوں نہ بتلایا" ـــــ سر سلطان نے انتہائی کرخت لہجے میں بلیک زیرو کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب بالکل ٹھیک ہیں۔ انہی کے ایماء پر یہ خبر چھپائی گئی تھی" ـ بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میں خود آرہا ہوں۔" سر سلطان نے جواب دیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ سر سلطان

www.urdupalace.com

کو شاید بلیک زیرو کی بات کا یقین نہ آیا تھا۔
"یار تم بھی عجیب آدمی ہو۔ خواہ مخواہ ذکر لے بیٹھے۔ اب بے چارے پریشان ہوں گے اور اگر انہوں نے ڈیڈی کو اطلاع کر دی تو سمجھ لو آ گئی مصیبت"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ویسے عمران صاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کو ایسے ہمدرد بزرگوں کا سایہ میسر ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"جس وقت ڈیڈی جھاڑتے ہیں اس وقت دیکھا کرو کہ میں کتنے ہمدرد بزرگوں کے زیر سایہ زندہ ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
تھوڑی دیر بعد کمرے میں گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے گیٹ سکرین روشن کی تو سکرین پر سر سلطان کھڑے نظر آئے۔ بلیک زیرو نے گیٹ کھولنے کا بٹن دبایا اور پھر سر سلطان کا استقبال کرنے کے لئے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا اور تقریباً دس منٹ بعد وہ سر سلطان سمیت آپریشن روم میں داخل ہوا۔
عمران اسی طرح صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ سر سلطان کو دیکھتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر سر سلطان نے اسے لیٹے رہنے کے لئے کہا اور خود اس کے قریب بیٹھ گئے۔
"کیا ہوا تھا بیٹے۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔۔ سر سلطان کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کو اس حالت میں دیکھ کر انہیں شدید رنج پہنچا ہے۔
"کوئی اہم بات نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی ہے۔ کل پٹیاں اتر جائیں گی اور میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اب مجھے ٹالو نہیں تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے فہمائشی لہجے میں کہا۔

www.urdupalace.com

اور پھر عمران کو تمام تفصیل بیان کرنی پڑی۔

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے تمہاری زندگی بچالی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کو اس ملک کی بھلائی مقصود ہے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے دعائیہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے کس لئے ٹیلیفون کیا تھا؟"۔۔۔۔۔ عمران نے انہیں یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں تمہارے متعلق سن کر میں اتنا پریشان ہوا ہوں کہ وہ اہم ترین بات تو میرے ذہن سے ہی اتر گئی"۔۔۔۔ سر سلطان نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"اہم ترین بات خدا خیر کرے۔ اس دھند نے تو کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دھند نے تو خیر کیا کارنامہ انجام دینا تھا البتہ دھند کی آڑ میں ضرور ایک بھیانک کارنامہ انجام دیا گیا ہے۔ ڈیفنس ریکارڈ روم سے ڈیفنس نظام کی مکمل فائل ڈی تھری غائب کر دی گئی ہے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے بتایا۔

"کیا کہا ڈی تھری فائل۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ"۔۔۔۔۔ عمران یہ سنتے ہی اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے لہجے سے شدید پریشانی نمایاں تھی۔

"ہاں بیٹے ہمارے ملک کا سب سے قیمتی راز اس وقت مجرموں کے قبضے میں ہے ایسا راز جس پر ہمارے ملک کے دفاع کا انحصار ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تفصیل بتلایئے"۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی اور پھر سر سلطان نے واردات کی تمام تفصیل بتا دی۔

"یہ واردات کتنے بجے ہوئی"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا

"اب سے ٹھیک دو گھنٹے پہلے"۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

www.urdupalace.com

"اس کا مطلب ہے کہ واردات کے فوراً بعد دھند چھٹنی شروع ہو گئی" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں تقریباً ایسا ہی ہے۔ مگر دھند کا اس واردات سے کیا تعلق" ۔۔۔ سر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تعلق بھی معلوم ہو جائے گا۔ فی الحال فائل برآمد کرنا سب سے اہم بات ہے"۔ عمران نے مبہم سا جواب دیا۔

"ہاں بیٹے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے مگر تم تو فی الحال صاحب فراش ہو" ۔۔۔ سر سلطان نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"آپ میری فکر چھوڑیں۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد فائل برآمد کر لوں"۔ عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحے مزید بیٹھنے کے بعد سر سلطان اُٹھے اور ان سے مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔

جب بلیک زیرو انہیں چھوڑ کر کمرے میں واپس آیا تو وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ عمران اپنے جسم سے پٹیاں اتارنے میں مصروف تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ ابھی آپ کے زخم ہرے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر عمران کو روکنا چاہا۔

"دور ہٹ جاؤ۔ یہ نا ممکن ہے کہ پورے ملک کو خطرہ لاحق ہو اور میں پٹیاں باندھے پڑا رہوں" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سختی سے بلیک زیرو کو روکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ بلیک زیرو ڈانٹ کھا کر ایک طرف ہٹ گیا۔

www.urdupalace.com

کیپٹن شکیل دھند کی وجہ سے اپنے فلیٹ میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ دھند چھٹے تو وہ فلیٹ سے باہر نکلے۔

کیپٹن شکیل کی فطرت ایسی تھی کہ بغیر کام کئے ایک لمحہ بھی گزارنا اس کے لئے قیامت بن جاتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہے۔ اس فطرت کا نتیجہ ہی تھا کہ جب سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ ہوتا تو خواہ مخواہ شہر میں چکر اتا رہتا مجرموں کے بدنام ترین اڈوں میں وقت گزارتا۔ آج بھی اس کا پروگرام یہی تھا کہ ٹونی بار میں جا کر بیٹھے۔ کیونکہ زیر زمین دنیا میں آجکل ٹونی بار کے چرچے ہر زبان پر تھے مگر اس دھند نے اس کا تمام پروگرام تلپٹ کر کے رکھ دیا تھا اور وہ اپنے فلیٹ میں ہی کسی بے بس پنچھی کی طرح قید ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ بار بار کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کی طرف جاتا اور پردہ اٹھا کر شہر میں پھیلی ہوئی دھند کا جائزہ لیتا مگر یہ دیکھ کر اس کی مایوسی اور بڑھ جاتی کہ دھند چھٹنے کی بجائے لمحہ بہ لمحہ دبیز سے دبیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ آخر بے چین ہو کر وہ سیڑھیوں سے نیچے اترا اور دھند میں ہی سڑک کے کنارے آ کر کھڑا ہو گیا تاکہ کسی طرح تو بے چینی میں کمی ہو۔

وہ نیچے آ کر کھڑا تو ہو گیا مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ کیونکہ دھند میں نظر تو کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے چاروں طرف اندھیرے

www.urdupalace.com

کی دبیز چادریں کھڑی ہوں۔

اس نے سوچا کہ واپس فلیٹ میں چلا جائے اور جا کر بیڈ پر سو جائے کہ اچانک اس کے کانوں میں دور سے کسی کار کے چلنے کی آواز آئی۔ وہ فلیٹ کی طرف مڑتا مڑتا رک گیا۔ اس دھند میں سڑک پر کسی کار کا چلنا ایک انتہائی حیرت انگیز بات تھی اور آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ کار لمحہ بہ لمحہ اس سے قریب آتی جا رہی ہے اور کار کی سپیڈ اچھی خاصی ہے۔ اس دھند میں جبکہ دو فٹ سے زیادہ فاصلے سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ کار کو اچھی خاصی سپیڈ میں چلانا حیرت انگیز کارنامہ تھا۔ اور اسی بات نے کیپٹن شکیل کی متجسانہ فطرت کو مزید اکسایا۔ اس نے قدم آگے بڑھائے اور پھر سڑک کے بالکل قریب کھڑا ہو گیا۔ اب وہ ہمہ تن گوش بن چکا تھا۔ کار قریب سے قریب تر آتی چلی جا رہی تھی۔ کیپٹن شکیل آنکھوں پر زور دے کر زیادہ سے زیادہ دور تک دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر پانچ چھ فٹ کے فاصلے سے اس کو کار کا ایک ہیولہ اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ کار کی بتیاں بالکل بجھی ہوئی تھیں۔ جس جگہ کیپٹن شکیل کھڑا تھا وہاں سے سڑک نوے درجے کے زاویے سے مڑ رہی تھی۔ کیپٹن شکیل سوچ رہا تھا کہ کار کا ڈرائیور کس طرح موڑ کاٹے گا۔ اتنے میں کار اس کے نزدیک پہنچ گئی اور پھر یہ دیکھ کر کیپٹن شکیل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کار بڑے نارمل انداز میں آگے بڑھی اور پھر موڑ کاٹنے لگی۔ کار کی پشت جیسے ہی کیپٹن شکیل کے قریب آئی۔ کیپٹن شکیل کے جی میں نجانے کیا آئی کہ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر وہ ہلکے سے دھماکے سے کار کی ڈگی پر سوار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ کار کی چھت پر تھے اور جسم کار کی ڈگی کے اوپر تھا۔ موڑ مڑتے ہی کار کی سپیڈ قدرے تیز ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ کار سے اتر جائے مگر پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ فلیٹ میں خاموشی سے پڑے رہنے سے یہ بہتر تھا کہ وہ کسی نہ کسی جگہ میں ہاتھ پیر تو ہلائے۔

www.urdupalace.com

چنانچہ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر وہ بڑی آہستگی سے کار کی چھت پر رینگ گیا۔ اب وہ کم از کم گرنے سے محفوظ ہو گیا تھا۔ کار کی چھت پر لیٹا ہوا وہ بڑے اطمینان سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ آخر ڈرائیور اتنے اطمینان اور نارمل انداز میں کار کیسے چلا رہا ہے اور اتنی دبیز دھند میں کار چلانے کی تکلیف کرنے سے ان کا آخر مقصد کیا ہے۔ ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ کار نے ایک اور موڑ کاٹا اور پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ کار ایک عمارت میں داخل ہو گئی ہے۔ کار کے رکتے ہی دروازہ کھلا اور پھر ایک نوجوان باہر نکل کر تیزی سے عمارت کے اندر جانے لگا۔ اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ کار پھر آگے بڑھنے لگی ہے۔ کیپٹن شکیل بھی عمارت کے اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہو گیا اس کے حساس کانوں میں کسی دیوار کے سرکنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہاں پہنچ گیا۔ یہ ایک ہال کمرہ تھا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے سائڈ میں فرش اپنی جگہ سے ہٹا ہوا محسوس کیا۔ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ اب کیپٹن شکیل کو محسوس ہوا کہ معاملہ اس کی توقع کے خلاف کچھ زیادہ ہی خطرناک ہے۔ وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر حسِ تجسس کا شکار ہو اتھا وہ اب کارآمد ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر ریوالور موجود نہیں تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس طرح کے چکر میں پڑ جائے گا مگر اب بغیر آخر تک پہنچے وہ کیسے واپس جا سکتا تھا۔

چنانچہ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں اتر کر جیسے ہی وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اس نے موٹر سائیکل کے چلنے کی آواز سنی جو لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جا رہی تھی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ ایک طویل سرنگ تھی۔ موٹر سائیکل کی بیک لائٹ دور سے چمک رہی تھی جو تیزی سے مدہم ہوتی چلی جا رہی تھی۔

کیپٹن شکیل نے سوچا کہ یہ کافی طویل سرنگ ہوگی۔ اس لئے اسے کراس کرنے کیلئے

www.urdupalace.com

موٹر سائیکل کا بندوبست کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے سرنگ میں دوڑ لگا دی۔ آہستہ آہستہ اس کی رفتار بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

کافی دیر تک بھاگنے کے بعد وہ سرنگ کے دوسرے سرے تک پہنچ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ کیپٹن شکیل نے موٹر سائیکل کے انجن پر ہاتھ رکھا تو انجن گرم تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ موٹر سائیکل سوار ابھی ابھی اتر کر گیا ہے۔

کمرے میں دائیں طرف ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا۔ جس کی دوسری طرف بولنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔ کیپٹن شکیل تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ کیپٹن شکیل نے دروازے پر موجود کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ وہ میک اپ میں ہے۔ میز کے سامنے ایک اور نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

نوجوان نے وہ فائل میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو پکڑا دی۔ داڑھی والے آدمی نے فائل کھول کر ایک لمحے کے لئے اس پر نظریں دوڑائیں اور پھر نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ریسٹ وانچ سٹور میں جا کر تم آرام کرو۔"

"اوکے باس" ——— فائل دینے والے نوجوان نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا سامنے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

باس نے دوبارہ فائل کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل ابھی اسی حیص بیص میں تھا کہ آگے بڑھے یا واپس لوٹ جائے کہ اس نے انٹرکام کی گھنٹی بجنے کی آواز سنی۔ باس نے چونک کر کہا۔

"یس ڈاکٹر" ——— پھر دوسری طرف سے کمرے میں ایک آواز گونجی۔

www.urdupalace.com

"باس کیا حکم ہے۔ کیا اب دھند ختم کر دی جائے؟"

"اسے ہاں ڈاکٹر اب تم دھند ختم کر دو ہم کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ پاکیشیا کا ایک اہم ترین راز ہمارے قبضے میں ہے"۔۔۔۔ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے باس دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور باس نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور ایک بار پھر فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

کیپٹن شکیل دھند ختم کرنے اور پاکیشیا کے اہم راز کے الفاظ سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اب اس کے خالی ہاتھ واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اتنا تو وہ سمجھتا تھا کہ پاکیشیا کا اہم راز یہی سرخ رنگ کی فائل ہو گی۔ مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ اس کے پاس ریوالور نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری اور پھر اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنے کے لئے دباؤ ڈالا مگر دروازہ بند تھا۔ اس کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ کھل کر سامنے آجاتا۔ چنانچہ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دستک دینے کے بعد وہ تیزی سے جھکا اور دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ دستک کی آواز پر اس نے باس کو بری طرح چونکتے دیکھا اور اس نے باس کو میز پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دباتے دیکھا۔

کیپٹن شکیل تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اب کیپٹن شکیل کو سب سے خطرناک مرحلہ درپیش تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہو گیا باس نے اس پر قابو پا لینا ہے۔ اور وہ اس سے فائل حاصل کرنے میں ناکام رہے گا۔ موٹر سائیکل اس کے قریب ہی کھڑا تھا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔ چنانچہ وہ اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔

اس نے موٹر سائیکل کا سیلف بٹن دبا دیا اور پھر موٹر سائیکل سٹارٹ ہوتے ہی اس نے گیئر بدلا اور فل ایکسیلیٹر دبا دیا۔ موٹر سائیکل رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھی اور

www.urdupalace.com

کیپٹن شکیل موٹر سائیکل پر سوار آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہو گیا۔ باس نے جو شاید موٹر سائیکل کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنتے ہی اضطراری طور پر کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ موٹر سائیکل کو پوری رفتار سے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اچھل کر ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی۔ سرخ فائل ابھی تک اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل جیسے ہی موٹر سائیکل لئے باس کے قریب سے گزرا۔ اس نے اس کے ہاتھ سے فائل جھپٹ لی۔

اور پھر فائل پکڑے ہوئے ہاتھ سے اس نے موٹر سائیکل کے ہینڈل کو تیزی سے ٹرن کیا۔ تیزی سے جاتی ہوئی موٹر سائیکل جب اچانک گھومی تو وہ سلپ ہو گئی اور کیپٹن شکیل اچھل کر سیدھا باس کے قریب جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ باس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ کیپٹن شکیل نے بڑی پھرتی سے فائل دانتوں میں دبائی اور پھر اس طرح اچھل کر باس سے جا ٹکرایا جیسے زمین سے اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں۔ اور پھر وہ باس کو گھسیٹتا ہوا دور تک لے گیا۔ ریوالور باس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ مگر باس نے بڑی پھرتی سے ٹانگ چلائی اور اس بار الٹ کر گرنے کی باری کیپٹن شکیل کی تھی اور کیپٹن شکیل کے نیچے گرتے ہی باس چھلانگ لگا کر اس پر آ پڑا۔ مگر کیپٹن شکیل بڑی پھرتی سے کروٹ بدل گیا اور پھر اس نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی۔ باس ابھی اٹھ ہی رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس وقفے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فائل کو مروڑ کر اپنی جیب میں گھسیڑا اور تن کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب باس بھی اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ دونوں وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ اچانک کیپٹن شکیل نے سامنے کے دروازے پر کسی کا سایہ ابھرتے دیکھا۔ کوئی شخص کمرے میں داخل ہونے والا تھا چنانچہ کیپٹن شکیل نے حملہ کرنے میں پہل کی دوسرے ہی لمحے وہ کسی بھینسے کی طرح بھاگتا ہوا باس

www.urdupalace.com

کی طرف بڑھا۔ باس نے اسے [illegible]

داؤپیچ سے پوری طرح واقف تھا۔ چنانچہ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا رخ بدلا اور دوسرے لمحے باس اس کے ہاتھوں میں اٹھتا چلا گیا۔ اب دروازے پر پہلے والا نوجوان ہاتھ میں سٹین گن پکڑے نظر آرہا تھا۔ وہ شاید ابھی عالم حیرت میں ہی تھا۔ کیپٹن شکیل نے پوری قوت سے باس کو اس نوجوان پر اچھال دیا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر دروازے سے دوسری طرف جا گرے۔

کیپٹن شکیل تیزی سے مڑا اور پھر اس نے فرش پر پڑا ہوا موٹر سائیکل سیدھا کیا۔ موٹر سائیکل کا انجن ابھی تک چل رہا تھا۔ سیدھا کرتے ہی کیپٹن شکیل خود بھی موٹر سائیکل کے ساتھ بھاگ کر دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازے کے قریب ہی اچھل کر اس پر سوار ہو گیا اور موٹر سائیکل کا گیئر تبدیل ہوتے ہی وہ آندھی اور طوفان کی طرح چھوٹے کمرے سے ہوتا ہوا سرنگ میں دوڑنے لگا۔ اس نے اپنے پیچھے گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں مگر وہ ایکسیلیٹر گھماتا چلا گیا اور موٹر سائیکل کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز ہوتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ سرنگ کے دوسرے دہانے پر موجود چھوٹے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل بند کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی اور اچھل کر موٹر سائیکل سے اترا اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس نے آخری سیڑھی سے اچھل کر کمرے کے فرش پر قدم رکھے سیڑھیوں والی جگہ کا فرش تیز سرسراہٹ سے برابر ہو گیا۔ اگر کیپٹن شکیل کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً سیڑھیوں میں ہی پھنس کر رہ جاتا۔ شاید باس نے اسے پھنسانے کے لئے وہیں سے یہ حربہ اختیار کیا تھا۔

کیپٹن شکیل نے صرف ایک لمحے کے لئے رک کر فرش کی طرف دیکھا اور پھر ایک طویل جمپ لے کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں دروازہ بھی بند نہ ہو جائے۔ مختلف کمروں کو تیزی سے پھلانگتا ہوا وہ عمارت کے برآمدے میں پہنچ گیا۔ اب دھند کافی سے زیادہ چھٹ چکی تھی۔ عمارت کا گیٹ بھی سامنے نظر آرہا تھا مگر کیپٹن شکیل نے

www.urdupalace.com

گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور پھر ایک خوبصورت مائی جمپ لگا کر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سائیڈ کی چھ فٹ دیوار پھلانگ کر دوسری طرف جا گرا۔ یہ ملحقہ کوٹھی کا لان تھا اور وہ لان کے گھاس پر گرا تھا۔ گھاس پر گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے اس کوٹھی کے گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔ کوٹھی کا لان خالی پڑا تھا۔ شاید اس کے مکین ابھی تک عمارت کے اندر ہی موجود تھے۔

اس نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کی چٹخنی کھولی اور پھر تیزی سے باہر نکل آیا۔ کوٹھی کے قریب ہی ایک چھوٹی سی گلی تھی۔ کیپٹن شکیل تیزی سے اس گلی میں دوڑتا چلا گیا۔ گلیوں کا انتخاب اس نے اس لئے کیا تھا تاکہ مجرم اسے ٹریپ نہ کر سکیں۔ ابھی سڑکوں پر ٹیکسیوں کی آمدورفت شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اسے اپنے پیروں پر ہی زور دینا پڑا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی لگاتار ریس کے بعد وہ اپنے فلیٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

فلیٹ میں داخل ہو کر اس نے دروازے کی چٹخنی چڑھائی اور چند لمحے وہ دروازے سے پشت لگائے اپنا سانس درست کرتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

عمران سے ڈانٹ کھا کر بلیک زیرو چند لمحے خاموش رہا۔ پھر اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com